© rasailojaraid.com

حضرت ثُوَیبہ رضی اللہ عنہا
رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ماں

ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی ندوی*

زمانہ قدیم سے رضاعت ایک مسلمہ سماجی روایت رہی ہے۔ کم ازکم اسلامی معاشرے میں اسے ہمیشہ سماجی قبولیت، تہذیبی استناد اور مذہبی اور قانونی تحفظ واحترام حاصل رہا ہے، دوسرے معاشرے بھی اس سے خالی نہ تھے۔ قرآن مجید کی متعدد آیات کریمہ (نساء۔۲۳، قصص۔۷، ۱۲، نیز بقرہ۔۲۲۳، حج۔۲، طلاق۔۶) اور بہت سی دوسری احادیث وروایات سے انسانوں کے مختلف سماجوں میں اس کے رواج کا ثبوت ملتا ہے۔ (بخاری، مسلم وغیرہ کی کتاب النکاح کے ابواب رضاعت یا خاص کتاب الرضاع، کتب سیرت وتاریخ اسلامی کے مختلف ابواب، خاکسار کا مضمون ”عہدِ نبوی میں رضاعت“، معارف اعظم گڑھ ۱۹۹۶ء، جون ۴۰۵۔۴۲۴، جولائی ۵۔۲۲)

انبیائے کرام میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رضاعت کا ذکر قرآن مجید نے سورۂ قصص میں کیا ہے۔ خاتم المرسلین وسیدالانبیاء حضرت محمد بن عبداللہ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت کا ثبوت حدیث وسیرت سے ملتا ہے، نبوی شرائع اور اسلامی سماجی نظام میں رضاعت کو ایک صحیح، محبت آگیں اور اسلامی رشتہ سمجھا گیا ہے۔ اسلام کے دین وشریعت میں یہ سماجی نظام اور تہذیبی طریق حضرات ابراہیم واسماعیل (علیہما السلام) کے زمانہ سے مستحکم تھا۔ دین ابراہیمی۔ اسماعیلی کی اور بہت سی سماجی روایات اور اسلامی تہذیبی اقدار کی مانند رضاعت بھی جاہلی عربوں میں آئی۔ جاہلی عرب میں رضاعت کی سماجی قدر اتنی مستحکم تھی کہ وہ تمام اشراف وطبقات کا ایک طرۂ امتیاز بن گئی تھی۔ حتیٰ کہ غرباء بھی اس کو اپنانے کی کوشش کرتے تھے اور لڑکوں کے ساتھ ساتھ لڑکیوں کی بھی رضاعت ہوتی تھی، ان کو شہر مالوف میں بھی مرضعات (دودھ پلائیوں) کے سپرد کر دیا جاتا تھا اور باہر بالخصوص دیہات میں بھی رضاعت کے لیے بھیجا جاتا تھا، جاہلی عرب میں اس کا جتنا چلن تھا شاید کسی اور معاشرہ میں اتنا رواج نہیں رہا۔

رضاعتِ نبوی:

عرب جاہلی کی تہذیبی روایت کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت کا بھی خاص اہتمام کیا گیا تھا۔ اوّلین رضاعت کے بارے میں ایک اور مستحکم اور مسلمہ روایت یہ بھی رہی تھی کہ وہ نومولود کی ماں ہی کرتی تھی۔ رسولِ اکرم

* ڈائریکٹر شاہ ولی اللہ دہلوی ریسرچ سیل، ادارۂ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، انڈیا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے باب خاص میں بہت وضاحت کے ساتھ آتا ہے کہ ولادت کے بعد والدۂ ماجدہ نے ہی دودھ پلایا تھا۔ اسلامی راویوں نے اس نکتہ پر بڑا زور دیا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن وجوف مبارک میں جانے والی اوّلین غذا ماں کا دودھ ہی تھی اور اس کے بعد دوسری دودھ پلائی حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا (ثُ وے ب ہ) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ مکہ میں پلایا تھا اور خاص بدوی اور اصل مرضعہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا تھیں جنھوں نے پوری مدتِ رضاعت میں یہ کامل سعادت پائی تھی۔ بعض دوسری مرضعات عالیہ کا ذکر بھی ملتا ہے اور استقصا نگاروں نے نبوی دودھ پلائیوں کے باب میں بہت سی روایات جمع کر کے ان کی تعداد میں غلو ومبالغہ تک کو روا رکھا ہے، بہرحال اوّلین مرضعہ حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا ہی تھیں، اس مقالہ میں انھیں خاتون گرامی کے بارے میں ایک تحقیقی تجزیہ پیش کرنا مقصود ہے۔

حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہمارے قدیم وجدید سیرت نگاروں نے بہت کم لکھا ہے۔ مولانا شبلیؒ نے ایک مختصر فقرہ لکھا ہے کہ ''اور دو تین روز کے بعد ثویبہ نے دودھ پلایا''، ان کی سیرت کے جامع گرامی سید سلیمان ندویؒ نے قوسین میں اضافہ کر دیا (جو ابولہب کی لونڈی تھی) اور حاشیہ میں بخاری ''**باب یحرم من الرضاعة مایحرم من النسب**'' کا حوالہ دے دیا (سیرت النبی ۱۷۲/۱) قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ نے ''ایام رضاعت'' کو اتنا مختصر کیا کہ حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ہی نہیں کیا (رحمۃ اللعالمین ۱-۴۱)، مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے بھی صرف ایک جملہ میں کام تمام کر دیا (السیرۃ النبویۃ، ۱۰۰ ''ارضعتہ ثویبۃ جاریۃ عمہ ابی لہب بضعۃ ایام'')، مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوریؒ نے نسبتاً دو تین جملوں میں بات پوری کی ہے جن میں رضاعتِ نبوی کے ساتھ ساتھ بعض اور رضاعتوں کا ذکر ہے مگر وہ قابل بحث ہے، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ ان سیرت نگاروں میں ہیں جن کے ہاں کچھ زیادہ تفصیل ہے۔

(الرحیق المختوم، ۵۵، سیرت المصطفیٰ ۱-۶۸-۶۹، سیرت سرورِ عالم ۹۵/۲-۹۶)

حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا:

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اوّلین مرضعہ (دودھ پلائی، رضائی ماں) کا حق تھا کہ ان پر زیادہ توجہ دی جاتی۔ حیرت کی بات ہے کہ بے اعتنائی یا کم توجہی کا شکوہ محققین سیرت نگاروں اور جدید تاریخ دانوں سے زیادہ ہے۔ ہمارے قدیم سیرت نگاروں اور دوسرے صاحبانِ علم وفضل کی کتابوں، روایتوں اور بحثوں میں کہیں زیادہ مواد ان کے بارے میں ملتا ہے۔ بلاشبہ بعض جدید سیرت نگاروں نے خاصی روایات نقل کی ہیں اور حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں قیمتی معلومات بہم پہنچائی ہیں مگر روایات کا تجزیہ اور تنقیدی مطالعہ ان کے ہاں بھی مفقود ہے۔ غالباً اس کی وجہ ان کی اختصار پسندی اور روایت پرستی تھی۔ ان پر کسی قسم کا الزام عائد کرنا مقصود نہیں ہے لیکن روایات کے تحلیل وتجزیے سے گریز کرنا اور آنکھ بند کر کے روایات نقل کر دینا بھی کوئی قابل تعریف بات نہیں ہے۔ بالخصوص کسی ایک قسم کی روایت پر تکیہ کر کے ایک عوامی قسم کا رویہ اپنا لینا۔ یہاں ان محترم ومکرم سیرت نگاروں کی تمام بحثوں کا تنقیدی تجزیہ کرنا بھی مطلوب نہیں ہے۔ کیوں کہ ان پر تنقیدی نظر اگلے مباحث میں ڈالی جاتی رہے گی مگر ایک آدھ مثال اس روایت پرستی کی دینی ضروری ہے تاکہ بات مستند ہو جائے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوریؒ کی اردو کتاب میں ہے '' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کے بعد سب سے پہلے ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے دودھ پلایا۔ اس وقت اس کی گود میں جو بچہ تھا اس کا نام مسروح تھا۔ ثویبہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی کو بھی دودھ پلایا تھا۔(٦) (الرحیق المختوم اردو، علی گڑھ، ۱۹۸۸ء، ۸۴، بحوالہ تلقیح الفھوم، ص ۴، مختصر السیر ۃ شیخ عبداللہ، ص ۱۳)، اپنی اصل عربی تصنیف میں یہی بات عربی میں اوّلین فقرے میں تھوڑے سے فرق کے ساتھ لکھی ہے اور یہی حوالے ہیں (الرحیق المختوم، الریاض ۱۹۹۷ء، ص ۵۵) یہ تمام حوالے بہت متاخر کتابوں کے ہیں اور اصل، قدیم حدیث وسیرت کی کتابوں سے گریز کیا گیا ہے پھر ان میں تحلیل ہے اور نہ تجزیہ۔ اور یہ صرف مولانا مبارک پوریؒ کا معاملہ نہیں ہے۔ بہت سے روایتی علماء اور سیرت نگاروں کا بھی ہے۔ مولانا علی میاںؒ نے رضاعت ثویبہ (رضی اللہ عنہا) کے لیے سرے سے کوئی حوالہ ہی نہیں دیا اور قاضی منصور پوریؒ نے اس کا ذکر ہی نہیں کیا۔

نام ونسب:

سب سے زیادہ حیرت انگیز اور عجیب بات یہ ہے کہ حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کے نام ونسب پر کوئی بحث نہیں ملتی۔ نہ قدیم روایات میں نہ جدید مطالعات میں۔ صرف ان کا نام اور ابولہب بن عبدالمطلب ہاشمی سے ان کا رشتہ ملتا ہے، یہ بھی خاصی فکر انگیز بات ہے کہ حضرت ثویبہ کا نام بھی پورے اسلامی سیرتی وسوانحی ادب میں بے مثال وتنہا ہے، کسی بھی خاتون مکرمہ کا نام ثویبہ نہیں ملتا۔ ان کے نسب کے بارے میں تو ایک لفظ بھی کسی قدیم روایت میں نہیں آیا ہے۔ ان کا نام نامی ثویبہ کے حتمی ہونے کی قطعی شہادتیں حدیث وسیرت اور تاریخ اسلامی کی متعدد روایات دیتی ہیں، ان کی تعداد یوں تو بہت زیادہ ہے لیکن بنیادی مآخذ حدیث وسیرت بخاری، مسلم، ابن سعد اور واقدی ہی ہیں، بعد کے محدثین کرام اور سیرت نگاروں نے ان ہی سے تمام روایات لی ہیں، لہٰذا وہ ثانوی مقام ومرتبہ کے مآخذ بن جاتے ہیں۔ (واقدی بحوالہ ابن سید ۱/۱۰۸۔ ۱۱۰، بحوالہ ابن سیدالناس ۱/۴۷۔۴۸ بحوالہ بخاری، حدیث: ۵۱۰۱ نیز دیگر، فتح الباری، ۹/۱۷۵، ۱۹۸۔۱۹۹، مسلم کتاب الرضاع، باب یحرم من الرضاعة مایحرم من الرحم، حدیث [۱۵](۱۴۴۹)، نووی، المنہاج ۱۰/۲۲۔۲۳، ابن سعد ۱/۱۰۸۔۱۱۰)

حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کا نسب جس طرح مجہول ہے، اسی طرح ان کے شوہر کا نام ونسب نامعلوم ہے۔ قدیم وجدید مصادر میں سے کسی نے بھی ان کے شوہر کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں لکھا ہے، ممکن ہے کہ کسی کم معروف مآخذ میں ان کا ذکر خیر ہو لیکن ہمیں ابھی تک دستیاب نہیں ہوسکا۔ بہرحال یہ پوری بحث ابھی تک تحقیق طلب ہی ہے۔ ان کی اولاد میں صرف ایک جناب مسروح بن ثویبہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ضرور ملتا ہے اور وہ بھی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے، غالبًا کیا یقیناً جناب مسروح کا ذکر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والدہ ماجدہ کے دودھ میں شرکت کے باعث محفوظ رہ گیا۔ یہ بھی ایک معجزۂ نبوی ہے کہ اسی کے سبب ان کا نام ونشان تو باقی ہے ورنہ دوسری اولاد حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کی مانند وہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی صفحۂ ہستی اور صفحۂ تاریخ دونوں سے مٹ گیا ہوتا، اس پر مزید بحث رضاعتِ ثویبہ (رضی اللہ عنہا) کے ضمن میں آئے گی۔

خاندانِ نبوت سے ربط وتعلق:

روایات سیرت کے تنقیدی تجزیے سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کا خاندان بنوعبدالمطلب ہاشمی سے تعلق تھا اور گہرا تعلق تھا اور اسی وسیع تر تعلق و ربط نے ان کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے متعارف کرایا تھا۔ مآخذ کا اتفاق ہے کہ حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک چچا ابولہب بن عبدالمطلب ہاشمی کی ایک باندی رہی تھیں۔ خاندان ابولہبی سے ان کے رشتہ وتعلق کی نوعیت پر ایک مختصر بحث ذرا بعد میں آتی ہے۔ کیوں کہ اس کی کئی جہات ملتی ہیں، بہر حال ابولہب ہاشمی سے ان کی وابستگی کے سبب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدۂ ماجدہ کے پاس ان کا آنا جانا لگا رہتا تھا، یہ محض قیاس نہیں ہے بلکہ روایات سیرت وحدیث میں اس سے متعلق ایک اہم حقیقت ملتی ہے جو بہت دلچسپ ہے۔

اگر چہ اس کی تفصیل وتشریح نہیں ملتی مگر ایک مختصر فقرے نے اس رشتہ وتعلق کا بھرم قائم کیا ہے۔ ان کی آزادی کے حوالے سے ذکر خیر ملتا ہے کہ ابولہب ہاشمی نے ان کو اس وقت آزادی عطا کر دی تھی، جب حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی بشارت اپنے مالک وآقا کو جا کر سنائی تھی“...... **وقد أعتقها حين بشرته بولادته صلى الله عليه وسلم** ......” روایات میں اور دوسری چیزیں بھی ہیں جن کا ذکر بعد میں ان کے آزادی کے وقت وموقع پر آئے گا مگر اس فقرے سے یہ نتیجہ اخذ کرنا غلط نہ ہوگا کہ حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا ولادتِ نبوی کے وقت جناب آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھیں اور ولادت نبوی کے معاً بعد ہی انھوں نے سب سے پہلے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشخبری اسے جا کر سنائی تھی، اسی اوّلین خوشخبری کے سبب ابولہب ہاشمی کو اتنی خوشی ہوئی کہ اس نے باندی کو آزادی بخش دی، غلاموں، باندیوں کی آزادی کے احوال وعوامل میں سے ایسی ہی خوش خبریاں بھی شامل ہوتی تھیں اور وہ صحیح سماجی روایات بھی ہیں، اس سے یہ نتیجہ نکالنا غلط نہ ہوگا کہ جناب ثویبہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور والدۂ ماجدہ کے پاس آتی جاتی رہتی تھیں اور رضاعتِ نبوی کے واقعہ سے زیادہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب ہاشمی کی رضاعت سے اس کی تصدیق مزید ہوتی ہے۔

رضاعتِ ثویبہ (رضی اللہ عنہا) کا تسلسل:

حدیث وسیرت کی روایات نے بلاشبہ یہ ثابت کیا ہے کہ جناب ثویبہ رضی اللہ عنہا نے قریش اور مکہ مکرمہ کے متعدد خاندانوں کے کئی افراد ورجال کی رضاعت کی ذمہ داری سنبھالی اور نبھائی تھی اور یہ مادرانہ خدمت تسلسل کے ساتھ انجام دی تھی، مختلف روایات میں الگ الگ نام واشخاص ملتے ہیں جن کی رضاعت کا فریضہ انھوں نے مختلف اوقات میں ادا کیا تھا۔ مآخذ کی روایات بسا اوقات ایک ہی سانس اور ایک ہی سلسلہ کلام میں ان کے رضاعی فرزندانِ گرامی کا ذکر کر دیتی ہیں، ان سے بالعموم الجھن، ابہام اور انتشار پیدا ہوتا ہے، بالخصوص زمانی اور تاریخی ترتیب کے بارے میں،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لہٰذا تاریخی پس منظر میں ان کا ذکر کرنا ضروری ہے، اس سے بعض محدثین کرام کی توجیہات اور بعض سیرت نگاروں کی تاویلات کا بھرم بھی کھل جائے گا، کیوں کہ انھوں نے صحیح تاریخی پس منظر کا لحاظ نہیں کیا ہے۔

ا۔ رضاعتِ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ:

زمانی ترتیب اور تاریخی تنظیم وتوقیت کے اعتبار سے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب ہاشمی کی رضاعت ثویبہ رضی اللہ عنہا کا ذکر سب سے پہلے آنا چاہیے مگر وہ رضاعتِ نبوی کے ضمن میں بہ طور حاشیہ آتا ہے، بہرحال روایات کا اتفاق ہے کہ خاندان بنوعبدالمطلب قریش میں زمانی اعتبار سے سب سے پہلے حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب ہاشمی کو دودھ پلایا تھا، پھر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت کی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک اور مکی قریشی حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی رضی اللہ عنہ کو اپنی رضاعت کا شرف بخشا تھا۔ ان تینوں رضاعتوں کا ذکر بالعموم ایک ہی روایت میں رضاعت نبوی کے حوالے سے آتا ہے: ''**وکانت ثویبہ ، مولاۃ ابی لھب بن عبدالمطلب ، ارضعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایاماً ، قبل ان تاخذہ حلیمۃ ، من لبن ابن لھا یقال لہ مسروح، وارضعت قبلہ حمزہ بن عبدالمطلب ، وارضعت بعدہ اباسلمۃ بن عبدالاسد المخزومی**......'' ابن سعد ۱/۱۰۸۔۱۱۰، بلاذری ۱/۹۴، ابن سید الناس ۱/۴۷۔۴۸، حلبی ۱/۸۵۔۸۸، طبری ۲/۱۵۷۔۱۵۸ پر ایک سند خاص سمیت یہی رضاعت ثویبہ کی روایت ہے جس میں ایک اہم چیز ہے جس پر بحث حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کے سماجی مقام پر آتی ہے۔

اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے خاندان بنو ہاشم میں سب سے پہلے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی رضاعت کی تھی، اس کی تائید دوسرے بیانات، روایات، شواہد اور قرائن وغیرہ سے بھی ہوتی ہے، جن کا ذکر ابھی آتا ہے۔ اب مسئلہ ہے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی رضاعت ثویبہ رضی اللہ عنہا کی ٹھیک ٹھیک توقیت کا۔ کیوں کہ روایات کا اس میں اختلاف ہے، ان کا تعلق حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی عمر شریف سے ہے۔ کیوں کہ اسلامی شریعت اور دین ابراہیمی کی شریعت میں رضاعت کی مدت نومولود کی اوّلین دوسالہ زندگی تک ہی محدود ہے۔ دوسال کی عمر سے زیادہ کی مدت قابل لحاظ نہیں۔ (بخاری، کتاب النکاح، باب من قال: لا رضاع بعد حولین......(البقرۃ: ۲۳۳) الخ، فتح الباری ۹/۱۸۳۔۱۸۴؛ ابن حجرؒ نے تمام اکابر فقہا کے اقوال اور آیت کریمہ مذکورہ کی تفسیرات بھی نقل کی ہیں، دوسری کتب حدیث سے اسی حکم کی احادیث بھی پیش کی ہیں)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی عمر شریف بھی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے حوالے سے ہی متعین ہوتی ہے اور خوب ہوتی ہے کہ اصل تو وہی معیارِ حق ومعیارِ تعیّن ہے ''اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است'' کا ایک معنی تو یہ بھی ہے، تقابلی تفاوتِ عمر وسن کے بارے میں دو اختلافی روایات ملتی ہیں:

(الف)　مشہور ومقبول عام روایت تو یہ ہے کہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب ہاشمی رضی اللہ عنہ، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے عمر میں چار سال بڑے تھے، متعدد ماہرین انساب اور سیرت نگاروں اور سوانح نویسوں نے اسی کو قبول اور بیان کیا ہے: ''کان حمزۃ ؓ ......اسن من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم باربع سنین'' (ابن سعد سوم، ۱۰ نے اسی عمر کو قبول و بیان کیا ہے، ابن عبدالبر، الاستیعاب، بحوالہ حلبی ۱/۸۵ اور غزوۂ احد ۳/۶۲۵ میں شہادت کے وقت ان کی عمر ۵۹ سال بتائی ہے، بلاذری ۱/۹۷'' ......تزوج عبدالمطلب ہالۃ بنت اہیب بن عبدمناف بن زہرق وہی ام حمزہ ابن عبدالمطلب ولدتہ قبل مولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم باربع سنین اونحوہا''؛ بلاذری نے عبدالمطلب ہاشمی اور ان کے فرزند عبداللہ بن عبدالمطلب ہاشمی کی شادیوں کو دو الگ الگ زمانوں میں ہونے کی بات کہی ہے، جب کہ ابن اسحاق وغیرہ کا عام خیال ہے کہ پدر و فرزند دونوں کی شادیاں ایک ہی مجلس میں ہوئی تھیں، یہ بھی ایک قابل بحث وتحقیق طلب معاملہ ہے۔

(ب)　دوسری روایت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا سن صرف دو سال سن نبوی سے زیادہ تھا ''انہ کان اسن من رسول اللّٰہ بسنتین'' اسد الغابہ، اصابہ ۱۸۲۶۔

ہمارے بعد کے علماء و فقہا اور ماہرین کے علاوہ سیرت نگاروں کا معاملہ بھی خاصا دلچسپ اور کافی معنی خیز ہے، ان کے بھی دو طبقات بن گئے ہیں اور وہ اپنی فکر و پسند کے مطابق ان دو اختلافی تاریخوں میں سے کسی ایک کو ترجیح دیتے ہیں۔ دراصل ان کو اپنا ایک خاص نظریہ اور مخصوص مسئلہ ثابت کرنا ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ اپنی پسندیدہ تاریخ کو راجح اور دوسری کو مرجوح قرار دیتے ہیں اور ان کے لیے عقلی دلائل بھی دیتے ہیں۔ خواہ ان کے نتیجے میں بعض غیر منقول نتائج کیوں نہ نکل آئیں، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی عمر اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سن شریف سے اس کے دو سالہ/ چار سالہ تفاوت پر ان کی فکری کاریگری بھی کافی معنی خیز ہے اور مطلب انگیز تو وہ ہے ہی۔

بعض متاخر سیرت نگاروں کا زور اس بحث پر ہے کہ حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا تھا۔ لہٰذا ان کی عمر دو سال سے زیادہ نہیں ہوسکتی۔ کیوں کہ جناب مسروح بن ثویبہ رضی اللہ عنہ کے دودھ میں یا رضاعت میں شرکت صرف دو سال کے اندر ہی ہوسکتی ہے۔ لہٰذا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی عمر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک سے صرف دو سال زیادہ تھی۔ دوسری دلیل یہ بھی ہے کہ چار سال تک حضرت مسروح کی رضاعت کا دودھ باقی نہیں رہ سکتا تھا۔ لہٰذا ان کی عمر صرف دو سال زیادہ تھی۔ امام برہان الدین حلبیؒ (۹۷۵/۱۵۶۷۔۱۶۳۴: اصل نام علی بن ابراہیم بن احمد بن علی بن عمر قاہری شافعی ہے لیکن وہ برہان الدین حلبی کے لقب وکنیت سے مشہور ہیں) نے اسی دلیل کے سبب چار سال کے تفاوت والی روایت قبول نہیں کی بلکہ امام ابن عبدالبر کی روایت پر سخت نقد کیا ہے، دو سال عمر کی روایت کو ترجیح دینے والے اور بھی کئی سیرت نگار قدیم و جدید دونوں ہی ہیں۔ (حلبی ۱/۸۵؛ داراحیاء التراث العربی، بیروت (غیر مؤرخہ)

اس دلیل و منطق کی تردید روایات اور دلائل دونوں سے ہوتی ہے، دراصل اس کی بنیاد ہی غلط ہے، روایات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل دودھ پلایا تھا اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوسلمہ مخزومی رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا، یہ دو زمانوں (زمانین) کا معاملہ نہیں ہے، جیسا کہ امام حلبی وغیرہ کو سمجھنے میں زحمت ہورہی ہے بلکہ تین زمانوں کا معاملہ ہے جیسا کہ بعد میں مزید بحث آتی ہے پھر جس روایت کی بنا پر رضاعت ثویبہ رضی اللہ عنہا میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت میں شرکت کی بنیاد اٹھائی گئی ہے۔ وہ بات اور روایت ہی دوسری ہے، وہ دراصل رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی برادر اور رضاعی اخوت کے شرف کا معاملہ ہے جس میں یہ دونوں بزرگ شریک تھے۔ اس کا یہ قطعی مفہوم نہیں ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کا زمانہ ایک تھا۔ حیرت کی بات ہے کہ امام حلبیؒ وغیرہ نے رضاعت ثویبہ رضی اللہ عنہا کے دو مختلف زمانوں کا معاملہ تو اٹھایا مگر حضرت ابوسلمہ مخزومی رضی اللہ عنہ کی رضاعت کے مختلف یا متفقہ زمانے کی بات نہیں چھیڑی، دوسرے بعض رضاعی برادروں کا تو خیر ان کو اس بات میں علم ہی نہیں تھا اور تھا بھی تو وہ اسے تجزیاتی تناظر میں نہیں لاسکے۔ ان تمام رضاعتوں پر بحث آگے آتی ہے۔

بہرحال حضرت حمزہ بن عبدالمطلب ہاشمی رضی اللہ عنہ کی رضاعت حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ اہم حقیقت سامنے آتی ہے کہ خاندان ہاشمی میں وہ اوّلین رضاعت ثویبہ رضی اللہ عنہا تھی، خواہ اسے چار سال قبل رضاعتِ نبوی سمجھا جائے، خواہ دو سال قبل گردانا جائے، اس طرح بالترتیب اس کا زمانہ ۵۶۷ یا ۵۶۹ سنہ عیسوی میں متعین ہوتا ہے اور سیرتی زبان میں عام الفیل سے چار سال قبل یا دو سال پہلے کی ولادت و رضاعت نبوی کا سن عام الفیل ہے، یہ قیاس کرنا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے قبل کسی اور ہاشمی یا مکی کو رضاعت ثویبہؓ کے حوالے سے رضاعی اخوت نبوی کا شرف ملا تھا، ناممکن ہے کیوں کہ روایات میں اس کا کوئی عندیہ نہیں ملتا۔ امکان بہرحال ہے لیکن خاصا موہوم، اگر ایسا ہوتا تو کسی نہ کسی شخصیت کے اس طرۂ امتیاز کا حوالہ ضرور آتا، جیسا کہ بعد کی بعض شخصیات کے حوالے سے آتا ہے۔

حدیثی مآخذ بالخصوص بخاری، مسلم وغیرہ امہات الکتب میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی رضاعت کا ذکر خیر ان کی دختر نیک اختر حضرت امامہ رضی اللہ عنہا سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی کی تجویز کے ضمن میں آتا ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تجویز حضرت علیؓ بن ابی طالب ہاشمی نے رکھی تھی اور بعض میں تجویز کا ذکر صیغہ مجہول کے ساتھ آتا ہے، جیسا کہ حدیث بخاری......۵۱ میں ہے۔ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا تھا کہ وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے'' ......**عن ابی عباس قال: قیل للنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ألاتتزوج ابنة حمزة؟ قال: انھا ابنة اخی من الرضاعة......** ''اس حدیث نبوی کے متن میں رضاعی ماں کا واضح ذکر نہیں ہے، شارحین حدیث بالخصوص امام ابن حجر عسقلانیؒ نے اس کی تشریح میں پہلے تو حدیث مسلم نقل کی ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بہ طور تجویز کنندہ بتاتی ہے، پھر رضاعی رشتہ کی حرمت اور اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بہ طور تجویز کنندہ بتاتی ہے، پھر رضاعی رشتہ کی حرمت اور اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی واقفیت اور عدم آگاہی کے مسئلہ سے بحث کی ہے اور پھر چند دوسرے مسائل کے بعد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رضاعت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مسئلہ کی گرہ کھولی ہے۔انھوں نے ماہرین نسب قریش کے سرخیل مصعب زبیری کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا تھیں، جن کا ذکر اگلی حدیث بخاری۔ ۵۱۰۱ میں آیا ہے کہ انھوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل دودھ پلایا تھا اور آپ کے بعد حضرت ابوسلمہ مخزومی رضی اللہ عنہ کی رضاعت کی تھی۔ بنتِ حمزہ رضی اللہ عنہ کے نام کے بارے میں اختلاف علماء کا ذکر کیا ہے کہ سات اقوال ملتے ہیں، امامہ، عمارہ، سلمٰی، عائشہ، فاطمہ، امۃ اللہ اور یعلی۔قول مزی میں ان کا ایک نام ام الفضل بھی ملتا ہے لیکن وہ بقول ابن بشکوال ان کی کنیت تھی جیسا کہ ظاہر ہے، (فتح الباری ۱۷۵/۹۔۱۷۸) جمہور سیرت نگاروں نے ان کے نام میں امامہ رضی اللہ عنہا کو ہی ترجیح دی ہے بلکہ اسی نام سے ان کا تذکرہ لکھا ہے۔(ابن سعد ۸/۳ و مابعد: ''......وامامة بنت حمزة و امها سلمی بنت عمیس ، اخت اسماء بنت عمیس الخثعمية......'')

یہ بات خاصی اہمیت کی حامل ہے کہ احادیث بخاری ومسلم وغیرہ میں بالعموم حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کی رضاعت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صراحت نہیں ملتی ہے۔اگر چہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی ہونے کی شہادت زبان نبوی سے ملتی نظر آتی ہے، حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کی رضاعتِ حمزہ رضی اللہ عنہ کا ذکر سیرتی روایات واخبار پر مبنی ملتا ہے حتیٰ کہ شارحین حدیث کو بھی ان ہی روایات پر تکیہ کرنا پڑا۔

۲۔ابوسفیان بن حارث ہاشمی رضی اللہ عنہ کی رضاعت:

امام حلبیؒ نے حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کی رضاعت اکابر کے تسلسل کے ضمن میں ایک اور نئی بات کہی ہے۔ان کا واضح بیان ہے کہ حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی رضاعت کی، پھر حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا جو آپ کے ابن عم تھے، پھر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت کی سعادت پائی اور پھر حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا'' ......فقد ارضعت ثويبه حمزة ، ثم اباسفيان ابن عمه الحرث ، ثم رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم اباسلمة......'' (۸۵/۱)، اس طرح تسلسل سے چار اکابر بنی ہاشم کی رضاعت ثویبہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ملتا ہے۔اگر چہ مؤخر الذکر مادری نسبت سے ہاشمی تھے۔

حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب ہاشمی رضی اللہ عنہ کے والد حارث اپنے والد ماجد عبدالمطلب کے فرزند اکبر تھے لیکن اپنے والد گرامی کی زندگی ہی میں انتقال کر گئے تھے۔ان کا انتقال عام الفیل سے پانچ سال قبل ہو گیا تھا یعنی ۵۶۶ء کے قریب، اس وقت ان حارث ہاشمی کے بڑے فرزند ربیعہ بن حارث ہاشمی تھے جو دو سال کے تھے اور ان کی عمر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سات سال زیادہ تھی۔ ماہرین نسب وسیرت کے مطابق حضرت ابوسفیان بن حارث ہاشمی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عمر بھی تھے اور مشابہ بھی۔ مؤلف سیرت شامی (محمد بن یوسف، م۹۴۲/۱۵۳۵) نے وضاحت کی ہے کہ حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آپ کے ابن عم ابوسفیان کی رضاعت بھی کی تھی۔(حلبی، ۸۵/۱: ''......وفی السیرۃ الشامیۃ......وقد كانت ارضعت قبله اباسفيان ابن عمه صلى الله

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علیہ وسلم الحرث وفی کلام بعضھم کان تربا لہ وکان یشبھہ......'' ۱/۵۳۹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشبہین میں ان کا ذکر کر کے ان کا نام مغیرہ لکھا ہے نیز بلاذری ۱/۸۷۔۸۰ برائے نسب وسوانح حارث بن عبدالمطلب ہاشمی)

بلاذری اور بعض دوسرے سیرت نگاروں نے حضرت ابوسفیان بن حارث ہاشمی رضی اللہ عنہ کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رضاعی بھائی تو مانا ہے مگر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی رضاعت اتفاقی کے رشتہ سے اور یہ روایت بلاذری مجروح انداز سے بیان کی گئی ہے ''ویقال ان اباسفیان کان اخا النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الرضاع ارضعتہ حلیمۃ ایاماً۔'' (بلاذری ۱/۳۶۱؛ اسدالغابہ ۵/۲۱۳: ''...... وکان اخا النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الرضاعۃ ارضعتھما حلیمۃ بنت ابی ذؤیب السعدیۃ......'')

(۳) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعتِ ثویبہ رضی اللہ عنہا:

زبانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے خود ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کا شرف پایا تھا۔ دوسری احادیث وروایات سیرت اس حقیقت کو مزید ثابت کرتی ہیں اور اسے ایک حقیقت واقعہ میں تبدیل کر دی ہیں۔ لہٰذا ابن اسحاق/ابن ہشام کی سیرت نبوی کی تحقیق کرنے والے مرتبین گرامی کی مانند رضاعتِ ثویبہ رضی اللہ عنہ کو ایک مرجوح روایت یا ضعیف حدیث بیان کرنے والوں کا طریقہ اور انداز بے جا تقشّف اور غیر محتاط رویے کے ضمن میں آتا ہے۔ (ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، مرتبہ مصطفی السقاء، ابراہیم الابیاری، عبدالحفیظ شبلی، قاہرہ ۱۹۵۵ء، ۱/۱۶۱، حاشیہ: ۶ میں رضاعتِ حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کو لفظ ''ویقال'' سے بیان کیا ہے جو اس کی تضعیف و مرجوحیت کی علامت ہے)

بخاری اور مسلم اور بعض دوسری احادیث میں متعدد روایات بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیان وحی آثار میں فرمایا کہ ''مجھے......ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔'' ارضعتنی ......ثویبہ''، یہ روایات واحادیث بالعموم رضاعت کی حرمت کے باب میں آئی ہیں لہٰذا ان میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اور رضاعی برادر حضرت ابوسلمہ مخزومی رضی اللہ عنہ کا بھی حوالہ ہے، پورا متن ہے ''......ارضعتنی وابا سلمۃ ثویبہ......'' امام بخاری نے حسب دستور اس کے کئی اطراف دیئے ہیں (بخاری، کتاب النکاح، باب یحرم من الرضاعۃ ما یحرم من النسب، حدیث: ۵۱۰۱، اطراف حدیث: ۵۱۰۶، ۵۱۰۷، ۵۱۲۳، ۵۳۷۲؛ فتح الباری ۵/۱۷۵، ۱۹۸۔۱۹۹، ۲۲۰ وما بعد نیز دیگر جلدیں؛ مسلم، کتاب الرضاع، باب یحرم من الرضاعۃ ما یحرم من الرحم؛ حدیث [۱۵] (۱۴۴۹) نیز (۱۶)؛ نووی المنہاج ۱۰/۲۲۔۲۳؛ ابوداؤد، کتاب النکاح، باب ما یحرم من الرضاعۃ ما یحرم من النسب، حدیث: ۲۰۵۶ نیز فتح الباری ۹/۸۰: امام طبرانی کی روایت برائے رضاعت حضرت ابوسلمہ مخزومی رضی اللہ عنہ ''ان اباھا اخی من الرضاعۃ'')

(جاری ہے)

© rasailojaraid.com